محرم الحرام فضیلت اور توہمات کی بیچ میں!

محمد سرور شوکت
متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ، کراچی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام دنیا میں لوگوں کے لئے ہدایت ورہنمائی لے کر آئے تھے ،جس کی روشنی میں لوگ اللہ تعالی کے پسندیدہ طریقہ پر چل کر دنیا وآخرت کی کامیابیاں حاصل کریں، اور دوسری طرف اپنی طرف سے بنائے گئے توہمات، خیال پرستی، وساوس اور فضول رسومات کو چھوڑ کر خانخواہ کی مشقت، تکلیف سے نکل جائیں۔

اللہ تعالی نے شریعت کو زندگی کا واحد طریقہ قرار دیا؛ تاکہ انفرادی واجتماعی زندگی کی گزربسر عافیت وآسانی کے ساتھ ہو، کوئی قانونی پیچیدگی، خلا نہ ہو، انسانوں کو طریقہ وقانون خود طے کرنے کی تکلیف نہ دی جائے؛ کیونکہ اس کا علم، تجربہ محدود ہے، یہ کل کا دھندلا سا خیال لاسکتا ہے، مگر اس کی حقیقت، ضرورت ومسائل کا بخوبی ادراک نہیں کرسکتا، وحی کی روشنی میں ماضی، حال اور مستقبل کی ضرورتوں کا انتظام ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالی کے احکامات میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں سراسر فائدہ اور سہولت ہے، انسان جب کبھی اس کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا، تو اس نے ہمیشہ سہولت، راحت کے بدلے مشقت اور تکلیف کو لیا، محرم الحرام اور سال بھر کے سارے مہینوں، دنوں کے بارے میں نبوی ہدایات موجود ہیں، خوشی وغمی کے بارے میں بتایا گیا ہے؛ مگر دخل اندازی کا اثر یہ ہوا کہ اب جوں ہی ماہ محرم قریب آتا ہے ہر طرف سوگ کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، طرح طرح کی رسومات توہمات لوگوں کو گھیر لیتی ہیں، کیا ان پڑھ ،کیا جاہل اچھے خاصے پڑھے لکھے، مذہب سے وابستگی رکھنے والے لوگ بھی عقیدہ کی کمزوری، توہم پرستی، فضول رسومات اور اہل باطل کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنسے نظر آتے ہیں۔

ماہِ محرم محترم یا منحوس؟

ماہ محرم میں سوگ منانا، اِسے منحوس سمجھنا، اور کوئی خوشی کی تقریب انجام نہ دینا لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی پابندیاں ہیں، شریعت نے کسی طرح بھی ان توہمات کو اختیار کرلینے کا نہیں بتایا ہے، اہل باطل نے جب یہ دیکھا کہ ان کی تعداد کم ہے، تو ایسی باتیں مسلمانوں میں پھیلائیں جن سے خوف، دہشت، توہمات کی کیفیت طاری ہوجائے، تاکہ ان کے خانہ زاد "غم" اور "تعزیہ" کو افراد اور ماحول کی قوت ملے۔

کوئی چیز بذات خود منحوس نہیں ہوتی؛ بلکہ نحوست انسان کی بداعمالیوں کی وجہ سے آتی ہے، اس کا سبب کسی مہینے، جانور ،ستارے یا کسی بے جان چیز کو قرار دینا، یہ جہالت ہے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے غلط عقیدوں کی سختی کے ساتھ تردید فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے نحوست کا سبب بداعمالیوں کو بتایا ہے، ارشاد پاک ہے۔

"قالوا اطّیر نابک وبمن معک قال طائرکم عند اللّٰہ بل أنتم قوم تفتنون"

(ترجمہ: وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں (حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ

تمہاری (اس) نحوست کا (سبب) اللہ کے علم میں ہے، بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ (اس کفر کی بدولت) عذاب میں مبتلاء ہو گے۔(۱)

حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم کو جب ایمان کی دعوت دی تو ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا "جب سے تم لوگ آئے ہو، ہم پر قحط وسختیاں آ گئی ہیں، یہ نحوست تم لوگوں کی وجہ سے ہے، اللہ تعالی نے اس کی تردید فرما کر بتا دیا کہ تم پر جو آفت پڑی ہے، یہ تو اللہ تعالی کی طرف سے عذاب ہے، اس کا سبب تو اللہ تعالی کے علم میں ہے، کہ وہ بداعمالیاں ہیں، حق کی دعوت دینے والے اس کا سبب نہیں، ان کی دعوت کو ٹھکرانا اور نہ ماننا ہے۔

اسی طرح قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"وان تصبھم سیئة یطیروا بموسی ومن معه الا انما طائر ھم عندالله ولکن اکثر ھم لا یعلمون"

ترجمہ: اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسی اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے ہیں، یاد رکھو انکی نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے، لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔(۲)

حضرت موسی علیہ الصلاۃ والسلام نے جب فرعون اور اس کی قوم کو ایمان کی دعوت دی، تو انہوں نے انکار کیا، جس کی وجہ سے ان پر قحط سالی آئی، اس پر وہ کہنے لگے کہ یہ سب (معاذ اللہ) موسی اور انکے رفقاء کی نحوست ہے، تو حق تعالی نے مذکورہ جواب ارشاد فرمایا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرح کی باتوں سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ذکر ہے:

عن أبی ھریرةؓ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لا عدوی ولا طیرة ولا ھامة ولا صفر"

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے (زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ جو شخص بیمار کے ساتھ کھاتا پیتا ہے تو اسکی بیماری اسکو بھی لگ جاتی ہے) اور نہ بدفالی ہے (عرب کی عادت بدشگونی کی تھی جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے تو پرندے کو اڑاتے اگر وہ دائیں جانب جاتا تو نیک شگون لیتے اگر وہ بائیں جانب جاتا تو بدشگونی لیتے) اور نہ ہامہ ہے (یہ پرندے کا نام ہے جاہلیت میں لوگوں کا زعم باطل تھا کہ یہ مقتول کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے اور فریاد کرتا ہے میری پیاس بجھادو؛ یہاں تک کہ اسکا قاتل مارا جائے) نہ صفر (ماہ صفر کے بارے میں عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اس میں حوادثات وآفات کا نزول ہوتا ہے)۔(۳)

جس طرح جاہلی دور میں لوگ صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے، اور طرح طرح کے توہمات کا شکار تھے، کچھ ناسمجھ لوگ اب بھی ایسا خیال کرتے ہیں؛ مگر پڑھے لکھے ایک قدم آگے بڑھ کر محترم مہینہ کو بھی منحوس سمجھنے لگے۔

نحوست کے بارے میں ایک وضاحت:

مذکورہ بالا روایت کے بعض طرق میں آتا ہے کہ نحوست ہوتی ہے، اور اس کا اثر تین چیزوں میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت منقول ہے:

"عن عبدالله بن عمر رضی الله عنھما، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "لاعدوی ولا طیرة، وانما الشؤم فی ثلاثة: المرأة، والفرس، والدار".

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے، نہ بدفالی، بدشگونی ہے، شوم (نحوست کا اثر) تو صرف تین چیزوں

میں (ہوتا) ہے: عورت، گھوڑا اور گھر. (۴)

اسی طرح صحیح مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں منقول ہے:

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال ان یکن من الشؤم شئی حق ، ففی الفرس والمرأة والدار".

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: کہ (یوں تو کسی چیز میں ازخود سے نحوست نہیں ہوتی) اگر شوم (نحوست، جس کا ذکر لوگ کرتے رہتے ہیں اس) میں سے کوئی بات (واقعی) سچ ہو، تو وہ تین چیزوں میں ہوگی: گھوڑا، عورت اور گھر (۵).

نحوست کو کسی درجہ تسلیم کر لینے کا ذکر ان روایات میں آیا، اس کی وضاحت کرتے ہوئے صحیح بخاری کی شرح "کشف الباری عن مشکلات صحیح البخاری" میں مذکور ہے:

"بعض علماء نے فرمایا کہ درحقیقت "شوم" کی دو قسمیں ہیں: ایک: شوم بمعنی عدم موافقت، اور دوم: شوم بمعنی نحوست. حدیث باب میں شوم بمعنی عدم موافقت اور " لاعدوی و لا طیرة" میں شوم نحوست کے معنی (میں) ہے. اس صورت میں شومِ دار کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ تنگ ہو یا وہاں پڑوسی اچھے نہ ہوں، یا وہاں کی آب وہوا خراب ہو. اسی طرح شومِ مرأة کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اولاد نہ ہو ، زبان دراز ہو، عفت و پاکدامنی کا خیال نہ رکھتی ہو. اور شومِ فرس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہاد میں کام نہ آئے، سرکش ہو یا اس کی قیمت زیادہ ہو. (۶)

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے کو برا کہنے اور گالی دینے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ حدیث قدسی ہے۔:

عن النبی صلی الله علیه وسلم : یقول الله عزوجل: یؤذینی ابن آدم یسب الدهر وأنا الدهر بیدی الامر اقلب اللیل والنهار.

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، (یعنی میری شان کے خلاف بات کہتا ہے اور وہ اس طرح) کہ وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے، حالانکہ زمانہ میں ہوں (یعنی زمانہ میرے تابع اور ماتحت ہے). میرے قبضۂ قدرت میں تمام حالات اور زمانے ہیں، میں ہی رات اور دن کو پلٹتا ہوں. (۷)

مذکورہ بالا روایات اور ہدایات سے معلوم ہوا کہ نحوست کی نسبت چیزوں کی طرف نہیں کرنی چاہئے ؛ بلکہ اس کا سبب بداعمالیاں ہیں، ایسے ہی زمانے کو یا کسی خاص دن یا مہینے کو برا بھلا کہنا درست نہیں، سب زمانے، مہینے اور دن اللہ تعالی کی تخلیق ہے، اسی کی تقدیر سے سارے واقعات کا تعلق ہے۔

اسلامی تقویم کا استعمال:

محرم الحرام اسلامی تقویم ہجری کا پہلا مہینہ ہے، اللہ تعالی نے مہینوں کو جس شکل میں پیدا کیا تھا، اس میں تبدیلیاں کی گئی تھیں، مہینوں کے نام بدل دیتے تھے، پورے سال کے مہینوں کی صحیح تعیین مشکل ہوگئی تھی؛ مگر حجۃ الوداع کے موقع پر یہ تبدیلی بھی ختم ہوگئی ، حقیقت میں تو کوئی مہینہ بدلا نہیں جاسکتا؛ مگر ناموں کی تحریف کرکے اپنے خیال میں مہینہ بدل دیتے تھے، آخری حج کے موقع پر یہ تحریف

وتبدیلی کا عمل درست سمت کی طرف آیا، ذالحجہ کا مہینہ قریش کے حساب میں بھی اسی جگہ پر آیا جو اس کا اصلی اور فطری مقام تھا، اس طرح سے زمانہ رسالت سے ہی اسلامی تقویم ہجری کی بنیاد پڑ گئی، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال بھر کے مہینوں کا درست اور واقعی حساب کے مطابق آنے کا ذکر (اعلان) فرمایا:

"ان الزمان قداستدار کھیئة یوم خلق الله السموات والارض السنة اثنا عشر شھرا منھا اربعة حرم: ثلاث متوالیات: ذوالقعدہ و ذوالحجة والمحرم، و رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان"

ترجمہ: یقیناً اب زمانہ اس حالت پر آچکا ہے جس پر اللہ تعالی نے زمین وآسمانوں کو پیدا کیا تھا (یعنی ہر مہینہ اپنی جگہ پر آچکا ہے)، سال کے بارہ مہینے ہیں، ان میں سے چار حرمت والے ہیں: تین پے در پے ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم، اور (ایک) قبیلہ مضر کا نام رکھا ہوا مہینہ رجب کا ہے، جو جمادی (الثانی) اور شعبان کے درمیان ہے۔(۸)

اور اس کا اجراء حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں ربیع الأول، سن ۱۶ھ سے ہوا، امام ابن کثیر تقویم ہجری کی بنیاد پڑنے کے اسباب اور اس کی ابتداء بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(مؤرخ) واقدی کا بیان ہے: اس سال یعنی سن ۱۶ھ، ربیع الأول کے مہینہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی نے (ہجری) تاریخ کو لکھا، اور وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے ہجری تاریخ کو لکھا۔ ابن کثیر کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی سیرت میں اس کے بنیاد پڑنے کی وجہ ہم لکھ چکے ہیں، اور وہ یہ بات تھی: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے ایک وثیقہ نامہ پیش کیا گیا، جس میں ایک آدمی کے ذمہ دوسرے پر قرض کی ادائیگی کے بارے میں لکھا ہوا تھا، جس کے مطابق شعبان میں اس کی ادائیگی ضروری تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ یہ پڑھ کر پوچھا: کون سے شعبان میں ادائیگی ضروری تھی؟ سال رواں کے شعبان میں یا سال گزشتہ کے شعبان میں یا آئندہ آنے والے شعبان میں؟ (تو مہینہ لکھا ہوا ہونے کے باوجود اس کی تعیین نہیں ہوسکتی تھی) اس وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے لوگوں کو جمع کیا، ان سے مشورہ طلب کرتے ہوئے فرمایا: کسی ایسی تاریخ کا سلسلہ شروع کرو، جس سے لوگ اپنے قرضوں کی ادائیگی کا صحیح وقت معلوم کرسکیں۔(۹)

چنانچہ مختلف مشورے سامنے آئے، بالآخر حضرت علی رضی اللہ تعال عنہ اور دوسرے چند صحابہ کی طرف سے ہجرت سے "تقویم" شروع کرنے کی رائے پیش کی گئی، جس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور دوسرے صحابہ کرام نے پسند کیا، کیونکہ ولادت، اور بعثت کی تاریخوں کے بجائے اس کی شہرت زیادہ تھی، سب اس کی خبر تھی، اس لئے استعمال میں بھی سہولت تھی، اس کے بعد عربی سال کے مطابق محرم سے پہلا سال حساب کرلیا گیا۔(۱۰)

ہجری سال کا مطلب یہ ہوا کہ ہجرت کا واقعہ جس سال پیش آیا تھا، اس سال کے گزرنے کے بعد آنے والا فلاں سال، تو یہ تاریخ واقعہ ہجرت کے بجائے سال ہجرت سے شمار کی جاتی ہے؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری محرم سمیت تقریباً دو ماہ بعد ربیع الاول میں ہوئی تھی، واقعہ ہجرت کو بتانے کے لئے مزید دو مہینوں کا اضافہ بھی شمار کیا جائے گا۔

سن ۱۶ھ کے بعد سے تمام مسلمان اپنی تاریخوں میں ہجری تقویم کو استعمال کرتے آئے ہیں، تاریخ کی کتابوں میں واقعات

اسی تقویم کے مطابق ذکر ہیں، یہ تقویم قمری مہینوں کے مطابق ہے، جس کے مطابق عظیم عبادات روزہ، عیدین، قربانی، حج وغیرہ کوادا کیا جاتا ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بھی اسی کی ترغیب ملتی ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں روایت ہے:

"عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: " انما الشھر تسع و عشرون فلا تصوموا حتی تروہ، و لاتفطروا حتی تروہ؛ فان غمّ علیکم فاقدرو لہ"۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے، پس تم (شعبان کی انتیس کے بعد) روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، اور (رمضان کی انتیس کے بعد) روزہ افطار نہ کرو، یہاں تک کہ چاند کو دیکھ لو، اگر کہیں بادل چھا جائیں تو پھر اس کے لئے (تیس دن کا) حساب کا اندازہ کرلو۔(۱۱)

کتنے پڑھے لکھے، دیندار لوگ ہیں جن کو اسلامی تقویم کا پتہ نہیں، اسلامی مہینوں کے نام نہیں آتے، ہر روز کی تاریخ معلوم نہیں کرتے؛ اس کے برخلاف شمسی تقویم، اس کے مہینوں کے نام تاریخ ہر کسی کو معلوم ہوتی ہے۔ جب جنوری کا مہینہ آتا ہے تو "نیو ائیر نائٹ" پر وہ بھی خوشیاں مناتے ہیں، نئے سال کا آغاز سمجھتے ہیں؛ حالانکہ ہمارا نیا سال تو محرم الحرام کے بابرکت مہینہ سے شروع ہوتا ہے، ہماری تہذیب مستقل ہے، ہم کسی کے بھکاری نہیں، کسی سے لینے کی ضرورت نہیں، ہم ہی ساری دنیا کو تہذیب وشائستگی کے آداب وطریقے سکھانے والے ہیں۔

اگرچہ دوسری تاریخوں اور کلینڈروں کا استعمال گناہ نہیں ہے، اس کی اجازت ہے، تاہم اسلامی تقویم ہجری کی حفاظت کرنا سب مسلمانوں کا فرض ہے، اور اس کے استعمال میں ثواب ہے، جس سے محروم نہیں ہونا چاہئے، ضرورت یا مشکل نہ ہو تو اپنی شناخت کو باقی رکھنا بھی ایک غیرت مند مسلمان کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے، اس کی بہتر شکل قمری تاریخ کو دوسری تقویم کے بغیر استعمال کرنا ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالی اپنی بے نظیر تفسیر "بیان القرآن" میں رقمطراز ہیں:

"...البتہ چونکہ احکام شرعیہ کا مدار حساب قمری پر ہے، اس لئے اُس کی حفاظت فرض علی الکفایہ ہے، پس اگر ساری امت دوسری اصطلاح کو اپنا معمول بنالیوے جس سے حساب قمری ضائع ہو جاوے؛ سب گنہگار ہوں گے، اور اگر وہ محفوظ رہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی مباح ہے؛ لیکن خلاف سنتِ سلف ضرور ہے، اور حساب قمری کا برتنا بوجہ اُس کے فرض کفایہ ہونے کے لابدّ افضل واحسن ہے۔(۱۲)

تاریخیں لکھتے ہوئے اسلامی سال اور مہینہ کی تاریخ بھی ضرور لکھنی چاہئے۔ ہمیں ہر مہینے کی ابتداء دعاؤں، اذکار اور عبادات کے ذریعے کرنی چاہیے، سال کی ابتداء کے بارے میں احادیث میں کوئی خاص عمل منقول نہیں، البتہ نیا چاند دیکھنے پر دعاؤں کا ذکر ہے، انہی دعاؤں میں برکت، حفاظت اور ثواب ہے، مسلمانوں کو فضول خرافات کے بجائے اسی کا اہتمام کرکے سچے پیروکاروں کا ثبوت دینا چاہئے، اور یہ دعائیں سال کی ابتداء کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ ہر قمری مہینہ میں مانگے جانے کی ہیں۔

امام ابن السنی نے مہینہ کی ابتداء کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وعادت شریفہ کا یوں ذکر فرمایا ہے:

" أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذارأى الهلال قال:"اللهم اجعله هلال يمن و بركة".

ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلی کے چاند کو دیکھتے تو یوں دعا مانگتے: اے اللہ ہمارے لیے اس چاند کو خیرو برکت والا بنا.(۱۳)

ایک دوسری روایت میں ہے:

"اللهم أهلّه علينا بالأمن والايمان والسلامة والا سلام ، ربى وربك الله تعالى".

ترجمہ: اے اللہ اس پہلی کی چاند کو امن وسلامتی اور ایمان واسلام کے ساتھ ہم پر طلوع کر، (اے چاند) میر اور تمہارا رب اللہ تعالی ہی ہے.(۱۴)

ہمیں بھی مہینے کی ابتداء اُسی طرح کرنی چاہیے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا؛ تاکہ برکت ہو؛ چہ جائیکہ ہم رسوم و بدعات اور نوحہ خوانی سے ابتداء کریں.

اس دفعہ کے محرم الحرام میں جنوری کا مہینہ ہوگا اس میں لوگ آتش بازی کرتے ہیں، جس سے دنیاوی نقصان کے ساتھ ساتھ اخروی نقصان بھی ہوتا ہے اور اسکے ساتھ اسلامی تشخص پر بھی داغ آتا ہے، ایسی تمام چیزیں جن سے مسلمانوں پر حرف آئے اس سے خاص طور پر بچنا چاہئے۔

محرم الحرام کی فضیلتیں:

محرم الحرام کے سلسلے میں اُحادیث میں فضائل وارد ہوئے ہیں، ان میں سے ایک عمل دسویں تاریخ یعنی عاشوراء کا روزہ رکھنا ہے،

صوم عاشوراء:

چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے:

"افضل الصّيام بعد رمضان ،شهر الله المحرم،وافضل الصّلاة بعد الفريضة صلوة الليل".

ترجمہ: رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل اللہ کے مہینہ محرم کے روزے ہیں، اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل رات کی نماز (تہجد) ہے.(۱۵)

اہل وعیال پر خرچ کرنا:

محرم الحرام مین دوسری چیز وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ہے، اس کی خاص فضیلت وارد ہے. اگر چہ اس کی سندوں پر کلام ہے؛ مگر محدثین نے تصریح کی ہے کہ اس روایت کی مختلف سندوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنے سے قوت پیدا ہوجاتی ہے؛ اس لئے اس کو بیان کرنے میں کوئی بڑا اشکال باقی نہیں رہتا.

چنانچہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابوسعید الخذری، حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من وسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء،وسع اللہ علیہ السنۃ کلھا".

ترجمہ: جو شخص عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے میں وسعت ،فراخی کرے، اللہ تعالی سارا سال اس پر (رزق) میں وسعت فرمائے گا.(۱۶)

محرم الحرام کے مہینہ میں مختلف مضامین پر مشتمل روایات فضائل کہکر بیان کئے جاتے ہیں، جن کا ثبوت ذخیرہ احادیث میں ملتا ہے نہ ہی سلف صالحین سے اس کی کوئی مستند نقل ہوتی ہے، ایسی روایات کا بیان کرنا گناہ کبیرہ ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت تاکید کر کے اس "جرم" کا ارتکاب کرنے سے باز رہنے کا حکم فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من کذب علی متعمدًا فلیتبوء مقعدہ من النار"

ترجمہ: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے.(۱۷)

محرم الحرام میں تعزیہ بنانا، جلوس نکالنا، شربت پلانا درست نہیں ہے، ان چیزوں کا وجود خیر القرون میں نہیں تھا، منافقوں اور روافض نے اسلام کی صحیح شکل کو بگاڑنے کے لئے یہ خود ساختہ چیزیں رواج دی ہیں، اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دلوں میں صحیح عقیدہ ،اتباع سنت اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے عشق ومحبت کی جڑیں کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یاد رکھیں کہ ان رسومات میں شرکت کرنا عقیدہ اور اتباع سنت کے خلاف کھلم کھلی حمایت ہے، اہل باطل کی افرادی قوت میں اضافہ کرنے کی جسارت ہے۔

محرم الحرام کو شہر اللہ کہا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"افضل الصّیام بعد رمضان ،شھر اللہ المحرم... الحدیث".

ترجمہ: رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل اللہ کے مہینہ محرم کے روزے ہیں...الحدیث".(۱۸)

محرم ان چار مبارک مہینوں میں سے ہے، جس میں لڑائی جھگڑوں اور فساد وگناہوں سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے، جاہلی دور میں بھی لوگ ان مہینوں کا کسی قدر احترام کرتے تھے؛ اگر چہ دشمنی اور انتقام کی خواہش پوری کرنے کے لئے وہ مہینوں کے نام بدل دیتے؛ مگر محرم کو محرم کہکر اور تسلیم کر کے وہ اپنے خونی دشمن سے بھی کچھ نہیں کہتے تھے۔

ہمارے ملک، شہر میں اس وقت ہر طرف تعصب کی بدبو پھیلی ہوئی ہے، مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہیں، اس تعصب، قوم پرستی اور انتقام کے ناپاک جذبوں میں مبارک مہینوں کا بھی پاس نہیں رکھا جاتا، جہاں فضیلتیں ہوں وہاں پر گناہ کرنا اس گناہ کی شناعت، برائی میں اور اضافہ کر دیتا ہے، اس مہینے کو ہمیں امن و عافیت بھائی چارے والا بنانا ہے۔ محرم الحرام سمیت چار مہینوں میں تو اگر کافر لوگ پہل نہ کریں تو ان سے بھی تعرض نہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، چہ جائیکہ مسلمان، مسجدوں میں آنے والے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن جائیں، ایک دوسرے کی بے عزتی کرنے کے درپے ہو جائیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے

"سباب المؤمن فسوق وقتاله کفر".(۱۹)

ترجمہ: (اپنے) مؤمن (بھائی) کوگالی دینا فسق ہے، اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

حوالہ جات اور مآخذ

(۱)مکمل بیان القرآن، تالیف: حکیم الأمة حضرت مولانا أشرف علی تھانوی، سورۃ نمل، آیت: ۴۷، ۹۰/۷، ط: أشرف المطابع، تھانہ بھون، متحدہ ھندوستان، سن طباعت: ۱۳۵۳ھ، تصویر: میر محمد کتب خانہ، کراچی، اسلامی جمھوریہ پاکستان.

(۲)أیضاً کتاب مذکور، سورۃ أعراف، آیت: ۱۳۱، ۳۶/۴ – ۳۷.

(۳)صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوی ولاطیرۃ، ۱۷۴۳/۴، رقم: ۲۲۲۰، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی.

(۴)أیضاً کتاب مذکور، کتاب السلام، باب لاعدوی ولاطیرۃ، ۱۷۴۶/۴، رقم: ۲۲۲۵.

(۵)أیضاً، کتاب السلام، باب الطیرۃ والفال، ۱۷۴۸/۴، رقم: ۲۲۲۵.

(۶)کشف الباری عمافی صحیح البخاری، افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتھم العالیة، کتاب النکاح، باب مایتقی من شوم المرأۃ. ص: ۱۸۲. ط: مکتبہ فاروقیہ.

(۷)صحیح مسلم، کتاب: ألفاظ الأدب، باب: النھی عن سبّ الدھر، ۱۷۶۲/۴، رقم: ۲۲۴۶.

(۸)صحیح البخاری، کتاب: بدء الخلق، باب: ما جاء فی قول اللہ تعالی "وھو الذی یبدء الخلق، ۴۵۴/۱، ط: قدیمی کتب خانہ، کراتشی.

(۹)البدایة والنھایة، تألیف: امام ابوالفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ، ذکر سنة سبع عشرۃ، ۸۱/۷. تحقیق: د، ریاض عبدالحمید مراد وآخرون، ط: دار ابن کثیر، دمشق، سن طباعت: ۱۴۲۸ھ، الطبعة الأولی.

(۱۰) أیضاً، کتاب مذکور، حوالہ بالا، ۱۸۲/۷.

(۱۱) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب: وجوب صوم رمضان لرؤیة الھلال، ۲/ ۷۵۹، رقم: ۲۰۲(۱۱۶۳).

(۱۲)مکمل بیان القرآن، سورۃ التوبة، ۱۱۱/۴.

(۱۳)عمل الیوم واللیلة لابن السنی، ص: ۵۹۶، رقم: ۶۴۱، ط: مکتبة الشیخ، کراتشی.

(۱۴) أیضاً، حوالہ بالا.

(۱۵)صحیح مسلم، باب فضل صوم المحرم، ۸۲۱/۲، رقم: ۲۰۲(۱۱۶۳).

(۱۶) المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الألسنة،تألیف:الامام شمس الدین محمدبن عبد الرحمان السخاوی المتوفی ۹۰۲ھـ.حرف المیم،ص:۴۹۳،رقم:۱۱۹۱،ت:عبدالله محمدالصدیق الغماری،،تخریج:عبد اللطیف حسن عبد الرحمان،ط:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الثانیة،۱۴۲۷ھـ.

(۱۷) أیضاً،باب: تغلیظ الکذب علی رسول الله ﷺ،رقم:۳،۱/۱۰.

(۱۸) أیضاً،باب:فضل صوم المحرم،۲:۸۲۱.

(۱۹)سنن النسائی ،کتاب: تحریم الدم،باب: قتال مسلم،۷/۱۲۲رقم:۴۱۱۰، بشرح الحافظ السیوطی و حاشیة السندی.ت:عبدالفتاح أبو غدة. ط:مکتب المطبوعات الاسلامیة .الطبعة الرابعة،سن طباعت:۱۴۱۴ھ.